منشور محمدی

نمبر ۶ | مطبوعہ ۲۵ صفر المظفر سنہ ۱۳۰۱ ہجری | جلد ۱۳

مثنوی

جناب منشی احسان علی صاحب فصیح مالک ممتاز الاخبار عم فیضہ

ہر شئی کو ہی خاص خاص یک ملت — ہی حمد خدا قلم کی ملت

پائین اسنے جو دو زبانین — بیکار انھین نہ لوگ جانین

دونون دیتے ہین یہ گواہی — تحقیق ہے وحدت الٰہی

رکھتا ہے جو یہہ چاک سینہ — ہی عاشق شاہد مدینہ

یہہ وہ ہے کہ جسنے قبل آدم — آدم کیا بلکہ جملہ عالم

لکھا سر لوحہ زبرجد — منشور رسالت محمدؐ

اللہ اللہ ای پیمبر — صدقے جائے فصیح تجھپر

اعزاز نے تجھہ سے پایا اعزاز — انجام کو تونے بخشا انجام

تو جب سے ہے جب سے تو نہین تھا — رب کے کوئی روبرو نہین تھا

ای تجھہ پہ درود اور معطر — تیرے اصحاب و آل سب پر

ہے تیرے ہی فیض سے از اعزاز — منشور محمدی یہہ ممتاز

پرچہ ہی ان حبیب تمثال — اب ختم ہوا ہے بار ہوا سال

جو پڑھ کے یہہ جوانی — ہے لذت عمر جاودانی

ہوتا ہی شروع اسکا فی الحال — اس چودہ صدی مین تیرہوا سال

عاشق کی بجا ہے ناشکیبی — ظاہر ہے اسکی دلفگاری

کلمہ پڑھتے ہین اسکا ہر آن — راہب قیس اہل صلبان

آمادہ ہے غیر دین کے رد پر — نازان ہی بہت تری مدد پر

امت ہے ترے یہی ہے امید — رکھیگی عزیز اسکو جاوید

کہتا ہے سب سے یہہ پکارے — ای مومنوای نبی کے پیارے

دیکھو میرے مہتمم کے قسمت — حق نے اسے دی کیا ہی کرامت

وہ مرد شریف پاکدین ہے — اسلام کا دل جو معین ہے

مین سعی سے اسکے ہون گرامی — وہ میرے سبب ہوا ہی نامی

شکر میری معدلت بیانی — لازم ہی تمکو قدردانی

ہے تمکو ضرور گر ہو دیندار — دل بیچ کے ہو میرے خریدار

قیمت مین بے بہا ہون لیکن — ملنا مرا مفت یون ہی ممکن

تم حق شیوع مہتمم کو — فوراً ازر نقد پانچ بھیجو

زر پا کے بدل مراد دونا — گر تار رہیگا مجھے روانا

ہر عشرہ مین سال بھر تک اکبار — حاصل مرا ہوگا تمکو دیدار

تاریخ سال سیزدہم منشور محمدی

از نتایج افکار ابلغ البلغا افصح الفصحا جناب میر مہدی الحسینی صاحب المتخلص بہ ثاقب سلمہ الوہاب

چو منشور ما رفع ظلمت نمود — ز فضل خدا خوب مشہور شد
ہمہ عندیاتِ بشپ ہا ازو — بگنج عدم جملہ مستور شد
کنون ہاتفم گفت سالش چنین — عیان جا بجا سر منشور شد

۱۳۰۱

تاریخ وفات

جناب سید شاہ عبد القادر صاحب فخری نقوی - اللہم اغفرہ وارحمہ رشحہ قلم جواہر رقم طوطی زبان شیرین بیان جناب میر مہدی الحسینی صاحب ثاقب دام فیضہ

ذو بحرین

سید قدسی دم و فخری خطاب — واقفِ سر حق و فیض انتساب
کاشف رمز خفی و جہر جلی — صاحب صافی دل و پاک نہاد
چشمۂ فیض ازلی ہر فیض جو — ای ہمہ عالم بر تو کامیاب
داعی مطلق بطلب او را چو کرد — حضرتِ مارفتہ و ران جا شتاب
ثاقبِ محزون سن فوتش بگفت — مرشد روشن دلِ عالی جناب

۱۳۰۱

ایضاً

چون برضا مندی پروردگار — مرشدِ اسرار حقیقت شدہ
ہاتف غیبی بدلت ثاقبا — گفت کہ این پیر طریقت شدہ

۱۳۰۱

قطعات تاریخ سجادگی

جناب افضل العلماء اکمل الفضلا صاحب الشریعت والطریقت قرۃ العین حضرت رسالت و ولایت علیہا الصلوۃ والتحیہ حضرت مولانا مولوی سید شاہ محمد نظام الدین صاحب فخری نقوی مدظلہ العالی وارث مسندِ خلافت قدوۃ الاولیاء زبدۃ الاتقیا فخر المحققین امام المدققین سلالہ خاندان

صفوی نقادہ دودمان مرتضوی جامع الشریعت والطریقت عندلیب گلشن رازو نیاز حضرت میر شاہ عبد القادر صاحب فخری نقوی اورنگ آبادی المتخلص بہ مہربان و فخری رضی اللہ تعالیٰ عنہ از نتایج افکار کلک جواہر سلک جناب حکیم محمد موسیٰ رضا صاحب سعید متخلص بہ رضا دام جودتہ تمیذ رشید جناب افضل الادبا ابلغ البلغا حضرت میر مہدی الحسینی صاحب ثاقب سلمہ اللہ الواہب و ہمشیرہ زادہ جناب حضرت مولوی صاحب ممدوح دام فضلہ -

حضرتِ خال فلک رتبہ من — آمدہ بر مسند چون بدر
ہاتف سال خلافت بہ رضا — گفت فخر اب و جد صاحب قدر

۱۳۰۱

ایضاً

چون بجنت شدہ آنقبلۂ دین و دنیا
یافتہ مسند او حضرت ما مرشد ما
سال قایم شدنِ خال من از غیب سروش
وارثِ مسند آبا شدہ اکنون گفتا

۱۳۰۱

ایضاً

وصل حق یافت چو عبد القادر — خلفِ او شدہ مسند آرا
سال تاریخ نیابت ہاتف — لایق بزم خلافت گفتا

۱۳۰۱

استہار

جب یہاں تک نوبت پہونچگئی کہ سید احمد خان صاحب نے صاف یہہ کہدیا کہ نبوت خدا کے طرف سے مقرر نہین ہوتی اور نہ خدا کی طرف سے کوئی پیغام لاتا ہے اور جو پیغام لانیوالا پیغمبر کو نظر آتا ہے وہ (العوذ باللہ منہا) صرف اسی طرح کا

خیال ہوتا ہے جیسے مجنوں کو بندہ جاتا ہے۔ معجزات کا بالکل انکار کیا اور معجزات کی دلیل نبوت ہونے مین بہت سی گفتگو کی حضرت موسیٰ کے واسطے جو دریا کا پانی جدا ہوگیا تھا اوسکو مد جزر بتایا معجزے سے انکار کیا۔ ملایکہ کے وجود سے بالکل انکار کیا اور یہہ بھی صاف کہدیا کہ قرآن سے جو حکم ثابت ہو یقین کرنے کے قابل نہین احادیث صحیحہ کا انکار تو اپنے اوپر فرض سمجھہ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی ذرا بھی وقعت نہ سمجھی۔ فرشتون کو یہہ کہا کہ وہ مسلمانون کے اعتقاد کے بہ موجب چیلون کیطرح منڈلاتے پھرتے ہین حورون کو اس ملک کے گھوسنون سے تشبیہہ دی جنت و نار کی حقیقت جو قرآن سے ثابت ہوتی ہے اوس کو پھودگی بتایا چنانچہ سب تصریحات سید احمد خان صاحب کی تفسیر مین موجود ہین اور یہہ مضامین اردو مین چھاپ کر شایع کرنے شروع کئے۔ اور لوگون نے اون مضامین کو نہایت عجیب سمجھہ کر بہت شوق سے دیکھنا شروع کیا اور اس قسم کی کتابین گران قیمت کو ہاتھون ہاتھہ بکنا شروع ہوئین اور اون کے دیکھنے سے عوام کے اعتقادین خرابی آنے لگی۔ اور خدانخواستہ مذہب اسلام مین فتنۂ عظیم پیدا ہونے کا خوف ہوا۔ پس ہمنے اللہ کی توفیق سے حسبۃً للہ اس فتنہ کو دفع کرنے کے لئے کمر ہمت باندہی ہے اور پچیسون کے رد مین ماہوار ایک پرچہ بطور اخبار جاری کرنا تجویز کیا ہے جسکی قیمت سالانہ گورنمنٹ انگریزی و والیان ملک سے عہ رؤسا، امرا سے عہ عام تا یقین سے پرچہ معہ محصول ڈاک مقرر کی گئی ہے۔ مدت اوّل پیشگی یوم خریداری سے ایک ماہ مابعد کو المضاعف۔ یہہ پرچہ ماہ محرم سنہ ۱۳۰۱ ہجری سے جاری ہوا ہے۔ برادران دینی سے توقع ہے کہ حمایت اسلام کو فرض سمجھکر اس امر خیر مین ہماری مدد کرین تاکہ اوسکے مصارف کی مشکلات اوسکے اجرا کی مانع ہنون اور اون کی مدد صرف اسقدر کافی ہے کہ ایک ایک پرچہ اپنے ملاحظہ کے واسطے منظور فرماوین۔ ہر قسم کی تحریر پیڈ اور کوا غذ زر جستری شدہ بنام مالکان رسالہ انا چاہیئے جو حضرات مضامین سے امداد فرماوین گے ایک پرچہ مفت پائین گے بیرنگ خط کسی کا نہ لیا جائیگا۔

راقم محمد امجد علی و محمد احتشام الدین مالکان تائید الاسلام مراد آباد۔

امداد الاسلام

آجکل ایک کتاب فیض انتساب موسوم بہ امداد الاسلام مصنفۂ مولوی محمد احتشام الدین صاحب رئیس مراد آباد اس مطبع مین چھپکر تیار ہوگئی ہے۔ یہہ کتاب بایماے جناب معلی القاب ماہر علوم عقلیہ و کامل فنون نقلیہ وحید دہر علامۂ عصر حامی دین متین موید اسلام والمسلمین حاجی حرمین شریفین سید محمد امداد العلی خان صاحب بہادر نجم الہند بجواب تفسیر القرآن مولفہ سید احمد خان صاحب کی تصنیف ہوی ہے اور بنصوص قطعیہ و ادلہ عقلیہ یقینیہ و مقدمات

بدیہہ اون تمام مضامین کا جواب دیا گیا ہے جو خلاف
عقیدہ اہل سنت اس کتاب مین مذکور ہین - واقعی یہ
کتاب لاجواب ہے سید صاحب نے تفسیر قرآن کی قیمت
تین روپیہ رکھے ہین - مگر ہمنے بنظر استفادہ عام
مع محصول داک یہہ تجویز کیا ہے - جو حضرات اس کے
مطالعہ کے شایق ہون وہ درخواست مع قیمت
عنایت فرمائین -

راقم محمد امجد علی مالک اخبار نیر
اعظم و تائید الاسلام (مراد آباد)

توریت پر نظر ثانی

بیان کیا جاتا ہے کہ توریت پر نظر ثانی کے لئے جو
کمیٹی مقرر کی گئی تھی وہ اپنا اخیری دورہ بھی ختم
کر چکی اور اب فہرست تیار کر رہی ہے فہرست تیار
کر رہی ہے فہرست مین وہ اختلاف درج ہونگے
جو امریکن و انگلیسن مبصرون کے مابین واقع ہوے ہین
امید ہے کہ یہہ کام بھی سال رواں کے ختم ہونے
کے پیشتر انجام ہو جاوے اور مطبع اکسفورڈ یونیورسٹی
و کیمبرج یونیورسٹی مین چھپ جاوے - کشف الاخبار

مراسلہ

جناب محمد شریف صاحب دام افضالہ -

بعد سلام مسنون کے واضح رای شریف ہو کہ اجکل
مقام چھاتک کا حال قابل دید ہے کہ ہر جمعہ کو بعد
نماز کے دو چار آدمی قوم ہنود سے ضرور بالضرور
یوسیلہ جناب سید محمد حسن علیہ صاحب قاضی چھاتک
کے مذاہب باطلہ سے تائب ہو کر مشرف باسلام ہوتے
ہین چنانچہ گذشتہ ماہ اکتوبر ۱۸۸۳ء مین چار
عورتین جو کہ عرصہ دراز سے اظہار اسلام کا ارادہ
رکھتی تھین بدست صاحب موصوف مشرف بہ
اسلام ہوی تھین اور واقع بتاریخ ۱۶ نومبر
سنہ حال کو دو شخص ہندو قوم داس اور
ایک ہندو قوم بھنگ سے بدست جناب تائب
ہو کر بکلمہ توحید مشرف ہوے اور بتاریخ ۲۳ ماہ
مذکور ایک ہندو بنام گر دیال مع اپنے ایک لڑکے
اور بی بی کے اپنے مذہب باطلہ کا بطلان اور
حقیقت اسلام کی خوبی معلوم کر کے بدست
جناب مشرف باسلام ہوا اور خادم نے بموجب
حکم جناب کے دو رکعت شکریہ اوسکو پڑھائین
اور اب نام اسکا غفور بخش رکھا گیا - ہمکو امید
ہے کہ اگر سید صاحب کو اللہ تعالی اس جگہہ قایم
رکھے تو چند روز مین بہت سے مذاہب باطلہ
کا بطلان خواص و عوام مین ظاہر ہو جاویگا -

الراقم خادم الاثم محمد خدا بخش بریلوی عفی عنہ
وارد حال چھاتک ۲۴ نومبر ۱۸۸۳ء -

رام چندر مسیحی بھائی کے تحریر کا جواب

نمبر ۵

قولہ عندہم التوراۃ فیہا حکم اللہ الخ -

اقول ہم اس امر کے منتظر تھے کہ شاید آخری
آیت ہی رام چند کے بھائی صاحب کے موافق مدعا
نکلی مگر افسوس یہہ بھی پہلی آیات کے طرح مخالف
ہی ثابت ہوی اگر اس آیت کے لکھتے وقت بھی

رام چند کے بھائی اسکی شان نزول اور دیگر
آیات متعلقہ پر غور کرتے تو اسقدر دہوکہ نہ کھاتے۔
اس آیت کے پہلے آیتون مین خداوند کریم مجرمون
اور چورون وغیرہ کی سزا کی بابت احکام نافذ
فرماتا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے والسارق
والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما جزاءً بما کسبا نکالاً
من اللہ جب اہل یہود نے دیکھا کہ اب قرآن مسایل
سزا اور حد کو بیان کرتا ہے تو اونھون نے از
راہ مکر و فریب اپنی وضعی معاملات کو آنحضرت صلعم
کے روبرو پیش کرنا شروع کیا چنانچہ ایک عورت
اور مرد کو بوساطت یہودیان مدینہ اس الزام
مین کہ اونھون نے زنا کیا ہے آنحضرت صلعم کے
روبرو پیش کیا آنحضرت صلعم نے بموجب وحی
الٰہی موافق توریت کے اونکی سنگسار کرنے کی
بابت حکم صادر فرمایا کیونکہ توریت مین زناکار
کے سنگسار کرنے کا حکم ہے یہودیون نے شرارت
سے اس حکم سے اعراض کیا اوس موقعہ پر
خداوند کریم اپنی رسول مقبول کو فرماتا ہے کہ۔
کیف یحکمونک وعندہم التورات فیہا حکم اللہ
یعنے یہودیون کا تجکو زناکارون کے مقدمہ
مین منصف ٹھہرانا ایک مکر ہے کیونکہ اون کے
پاس توریت موجود ہی جس مین زناکار کے
سزا سنگسار لکھی ہے۔
فیہا حکم اللہ کا اشارہ محض جرم زنا کی بابت
ہے نہ کہ اور احکام محرفہ اور مبدلہ کے بابت اس سے
یہہ ثابت نہین ہوتا کہ توریت تحریف اور تبدیل سے
محفوظ ہے معلوم نہین آپنے اس آیت کو کس مطلب کے
اثبات کے واسطے پیش کیا ہے اگر اس آیت سے
احکام محرفہ کے تصدیق ہوتے تو بلاشک آپکے دلگری
تھی مگر اب تو آپ کو سوای ندامت کے اور کچھ حاصل
نہین ہو سکتا اگر قرآن کو ساری توریت کی تصدیق
منظور ہوتی تو یون کہا جاتا فیہا احکام اللہ اطلاق صیغہ
واحد سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ صرف ایک حکم کی تصدیق
منظور ہے اور حکم واحد کی تصدیق ساری بائبل کی
تصدیق کے مستلزم نہین ہے اسکی تصدیق اور توضیح
کے واسطے ہماری پہلی مثالون کو دیکھو۔ انصاف اور
عدالت کر و روح القدس کے آزمین آگر اندہے زبور
قولہ ان سب آیات سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن
مین توریت و انجیل سے مراد وہی توریت و انجیل
ہے جو اوس زمانہ مین یہود و نصاری کے پاس موجود
تھے اگر یہہ بات نہین ہے تو قرآن کا خدا محمد صلعم سے
کیون کہتا ہے کہ اہل کتاب سے پوچھ الخ
اقول جسقدر اپنی مدعا کے اثبات کے واسطے
آپ نے آیات قرائنہ پیش کی تھین وہ سب تفصیل
کے ساتھہ ہین اوپر کے سطرون مین بیان کر چکا ہون
آپ سچے دل سے ملاحظہ فرماوین کہ کیا اون سے آپکا
مدعا ثابت ہوتا ہے اور اہل کتاب کے معنون کو بھی
بیان کر چکا ہون ملاحظہ فرمائیے۔ آپکا یہہ قول
کہ قرآن ایک امر کی تصدیق کر کے پھر اسکو رد کرتا ہی
ایک ہوائی خیال ہے قرآن برابر بائبل کو مخدوش

اور محرف ثابت کرتا ہے اگر کسی موقعہ پر قرآن نے
بائبل کی تصدیق کی ہے تو اون باتون مین کہ جو اونکے
نزدیک محرف اور مبدل نہین ہین - کیا اگر قرآن نے
کفار مکہ کو یہہ کہدیا کہ رسول ہمیشہ آدمی ہوا کرتے ہین
اگر تمکو اس مین شک ہو تو اہل کتاب سے دریافت
کرلو تو اس سے یہہ بات لازم آگئی کہ ساری توریت
اور انجیل تحریف سے پاک ہے اگر اسی کو آپ اجماع
نقیضین خیال کرتے ہین تو بس آپ اپنی مدعا کو ثابت
کر چکے - جناب من یہہ اجتماع نقیضین یہہ ہے کہ
انجیل مین ایک جگہہ پر تو لکھا ہے کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے
اور دوسری جگہہ پر وارد ہے کہ مسیح آدم کا بیٹا ہے
اور عیسائی لوگ ان دونون درسون کی تصدیق
کرتے ہین قرآن اپنی آپ تکذیب نہین کرتا ہے بلکہ
یہہ شرف توریت اور انجیل کو حاصل ہے - کتاب
استثنا کے باب ۳۴ مین ہے - سو خداوند کا بندہ
موسیٰ خدا کے حکم کے موافق مواب کے زمین مین گاڑا
گیا اور موسیٰ مرنے کے وقت ایک سو برس کا تھا
مواب کے جنگل مین بنی اسرائیل موسیٰ کے واسطے
رویا کئے کیون حضرت رام چند کے بھائی صاحب
یہہ کیا لکھا ہے نہین موسیٰ کی کتاب اور یہہ عبارت
کیا موسیٰ خواب مین مرگئے تھے شاید مو تو اقبل ان
تمتو پر عمل کیا ہوگا کیون صاحب یہہ توریت کی
صداقت ہے موسیٰ مرگیا اور موسیٰ نے ہی وہ کتاب
بنائی آجتک ایسا منصف کوی نہین پیدا ہوا الجز
عیسائی رام چند کے بھائی جیسے کہا کرتے ہین کہ یہہ
فقرات یسوع بن نون نے داخل کر دی ہین اس
سے اور بھی قباحت لازم آتی ہے یعنے جس سے عیسائی
لوگ بھاگتے ہین وہ اظہر من الشمس ہو جاتی ہے -
عیسائی لوگ تحریف سے منکر ہوتے ہین سو اس
جواب سے اوس کا وجود ثابت ہوتا ہے علی ہذا
القیاس اور اسی قسم کے مقامات سے صاف شہادت
ملتی ہے کہ بائبل اپنی وجود کے ابطال کے واسطے
آپ ہی کافی ہے - اگر رام چند کے بھائی صاحب ایسی
مقامات کے دیکھنے کا شوق ظاہر کرین گے تو ہم نکال دینگے

قولہ معترض کا یہہ کہنا کہ الکتاب کا الف لام جنسی
کا ہے نہ کہ تعریف کا کچھہ معنی نہین رکھتا عموماً الف
لام تین قسم کا آتا ہے استغراق جنس - تعریف
استغراق کا اس لئے نہین کہ اوسمین اوس کلی
کے تمام افراد مراد نہین ہین جنس کا ہو سکتا ہے اور
وہ ہماری معنی کے خلاف نہین ہو سکتا یعنے اس
تمام کتاب پر ایمان لاؤ نہ اوس کے بعض حصون پر
اور تعریف کا بھی ہو سکتا ہے اور تب معنی یہہ ہون
گے یعنے اس خاص کتاب پر جو ہمارا مفہوم ہے
ایمان لاؤ تصدیق قایم کی قایم ہی رہی -
اس سے تکذیب کہان -

اقول خیر نہین ہماری مد مقابل کے نادر عقل
کہان چکراتی پھرتی ہے جو دلیل لاتے ہین نادر ہے
ہوتی ہے اول فرماتے ہین کہ جنس کا الف لام کہنا
کچھہ معنی نہین رکھتا اور پھر آگے چلکر ارشاد ہوتا ہے
کہ ہمارے کچھہ مخالف نہین اپنی یہہ مذہب البیانی

کا طریق کہان سے اوڑایا ہے خدا خیر کرے روح القدس نے امداد سے جواب دیا ہے پادری صاحب جنس کا الف لام قرار دینے سے یہہ لازم نہین آتا کہ کل حصص بائبل پر ایمان لایا جاوے بلکہ اوسکا مطلب یہہ ہے کہ ذات یعنے نفس بائبل پر ایمان لایا جاوے اور وہ اسطرح پر ہے جیسا کہ مسلمانو کا عقیدہ ہے کہ توریت اور انجیل یہود اور نصاریٰ پر خدا کے طرف سے نازل ضرور ہوی تھی لاکن اب اوس مین تحریف اور تبدیل ہوگئی ہے اس سے تصدیق کل نہین ہوتی بلکہ محض ایک جزو قلیل کے قرآن سارے بائبل کے تمام حکمون اور مسائل مین تصدیق نہین کرتا بلکہ اس امر کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ یہود اور عیسائیون پر نازل ضرور ہوی تھی سو یہہ ایک جدا بات ہے۔

قولہ کون عیسائی کہتا ہے کہ مسیح جس حیثیت سے خدا ہے اوسی سے انسان اجتماع نقیضین تب ہوا کرتا ہے جب کوئی شئی اوسی حیثیت سے دو نقیضون کے مصداق ہو مثلاً ہم کہین کہ عالم جس حیثیت سے حادث ہے اوسی حیثیت سے غیر حادث تو اجتماع نقیضین ہوجاویگا اور یہہ باطل ہوگا نہ کہ ایک فرضی بات کوئی عیسائی مسیح کے انسانیت اور الوہیت ایک نہین مانتا بلکہ یہہ کہ وہ پورا انسان اور پورا خدا تھا پر نہ ایک حیثیت سے یعنے اوسکی انسانیت و الوہیت ایک شئی نہ تھی بلکہ دو شئی اوسکی انسانیت ممکن تھی اور اوسکی الوہیت واجب پھر

اجتماع نقیضین کہان۔

اقول سبحان اللہ و بحمدہ ہمارے پادریصاحب کے عقل و فہم کو معلوم نہین کیا ہوگیا آپ نے نقلی دلایل سے اپنی مدعا کو تو ثابت کردیا اب عقلی حجتون کو بیان کرتے ہین۔ ای ناظرین منشور محمدی نمبر ۳۴ سنہ ۹۹ مین مسٹر حنیف کے جواب مین عبارت مندرجہ ذیل لکھی ہین جسکو ہم احقاق حق کے واسطے یہان نقل کرتے ہین۔

(عبارت مندرجہ منشور محمدی نمبر ۳۴)

حضرت مسیحؑ مین لوازم بشری تھے اور جب لازم پایا گیا تو ملزوم بھی پایا جاویگا یعنے مسیحؑ بشر اور انسان ہون گے اور جب انسان ہوے تو خدا ہونا محال ہے کیونکہ مسیحؑ کا انسان ہونا مستلزم ہے کہ مسیح ممکن بالذات ہو اس واسطے کہ انسان ماہیات ممکنہ سے ہے اور خدا ہونا تو جب ہے اس بات کا کہ واجب بالذات ہو اور ایک شئی کا واجب بالذات اور ممکن بالذات ہونا بدیہی البطلان ہے کیونکہ وجوب اور امکان ماہیات متضادہ مین سے ہین اگر یہہ دونون ایک محل مین جمع ہوجاوین تو اجتماع ضدین لازم آویگا اور یہہ محال ہے اور یا اس طرح پر تقریر کرین کہ واجب کہتے ہین اوس ذات کو جسکا ہونا ضروری ہو اور ممکن اوسکو کہتے ہین کہ جسکا ہونا نہ ہونا دونون ضروری نہ ہون اور جب ایک ذات واجب ہی ہو اور ممکن بھی تو اجتماع

تقیضین لازم آویگا یعنے ایک شئی بلحاظ اپنی نفس ذات
کے ضروری بھی ہو اور غیر ضروری بھی۔
قبل از جواب دینے کے مین ایک ادب کے ساتھ ناظرین
اخبار منشور محمدی سے مستدعی ہون کہ انصاف کے
نظر سے میری اوپر کے عبارت کو ملاحظہ فرماکر رائے
لگائین کہ کیا رام چند کے بھائی نے اوسکو سمجھا بھی ہے
اوسکا جواب دیتے اور ایک اور دوسرا اعتراض
قایم کرلیا جسکو مین ابھی ظاہر کرونگا۔ مین نے اپنی
اوپر کے منقولہ عبارت مین بیان کیا تھا کہ مسیح اگر
ذات کے لحاظ سے ہی انسان اور ذات کے اعتبار
سے ہی صاحب الوہیت ہے تو پھر اجتماع ضدین لازم
آویگا کیونکہ ایک ہی ذات کا انسان بھی اور خدا
بھی ہونا دو ضدون کا جمع ہونا ہے اور یہہ محال ہے
اس واسطے کہ انسان ممکن بالذات ہے اور الوہیت
واجب بالذات ہے ان دونون ماہیات متضادہ
کا جمع ہونا محال ہے **دوسرا** اعتراض اس شکل پر
قایم کیا گیا تھا کہ واجب کہتے ہین اوس ذات کو جسکا
ہونا ضروری ہو اور ممکن کہتے ہین اوسکو جسکا ہونا نہ
ہونا دونون ضروری نہ ہون اور جب ایک ذات
واجب بھی اور ممکن بھی ہو تو اجتماع نقیضین لازم آویگا
مجیب صاحب فرماتے ہین کہ اجتماع نقیضین کا اعتراض
فرضی ہے اوس اعتراض کے فرضی ثابت کرنے کے
واسطے آپ یہہ مثال دیتے ہین کہ مثلاً ہم کہین کہ عالم
جس حیثیت سے حادث ہے اوسی حیثیت سے غیر
حادث تو اجتماع نقیضین ہو جائیگا۔ اے ناظرین
اخبار انصاف فرمائے کہ ہماری مثال جو ہم نے اعتراض
کے دوسرے شق مین بیان کی ہے اس مثال سے
کیونکر فرضی ثابت ہوتی ہے ہم بھی تو یہی کہتے ہین
کہ اگر مسیح بلحاظ ایک ذات کے ممکن بھی اور واجب
بھی ہو تو اجتماع نقیضین ہے کیونکہ اوسی ذات کے
لحاظ سے اوسکو ممکن کہا جاتا ہے اور اوسی ذات کے
اعتبار سے واجب جب ذات واحد دو طریق پر
مشتمل ہے تو ضرور ہی کہ اجتماع نقیضین لازم آوے
رام چند کے بھائی میرے اعتراضات کا جواب دیتے
ایک اور جدید چال چلے ہین جس مین آپ نے
اپنی اسلاف کے طریق عمل پر چلکر میری تحریر کو
بھی محرف کردیا ہے سچ ہے بری عادت چھٹی نہین
رہتی آپ فرماتے ہین کہ کون عیسائی کہتا ہے کہ مسیح
جس حیثیت سے خدا ہے اوسی سے انسان۔
جناب من مین نے یہہ کب کہا کہ عیسائی مسیح کو جس
حیثیت سے خدا کہتے ہین اوسی حیثیت سے انسان
مین نے تو اپنی اعتراض منقولہ مضمون ہذا مین لفظ
ذات کا ذکر کیا ہے لفظ حیثیت کا تو نام بھی نہین
لیا تھا مضمون لکھتے وقت عینک لگانا بھول گئے
تھے یا جوش تحریف آگیا تھا کہ کچھہ کا کچھہ لکھہ مارا جواب
نہین سہی قایل یا معترض کا قول تو صحیح طور پر نقل
کردیا کرو اگر آپ نے عمداً تحریف نہین کی تو خوبی لیاقت
کی وجہہ سے ذات اور حیثیت کو مرادف جانکر لفظ
حیثیت کا لکھا گیا ہے یا اعتراض کے فرد سے بچنے
کے واسطے ایک آسان مسلک اختیار کیا ہے مگر

آپ خاطر جمع رکھین آپکی تمام داؤ گھات آسانی سے طشت از بام ہو جاتے ہین - آپ جو مسلک اختیار کرین گے اوس مین خدشہ اور اعتراض پیش آئیگا - اگر آپ نے لفظ ذات کو عمداً چھوڑ کر بجاے اوسکے لفظ حیثیت کا استعمال کیا ہے تو یہہ آپ کے ایمان داری کی دلیل ہے اور آپکا درشہ ہے اور اگر مرادف جانکر جڑ مارا ہے تو آپ کی لیاقت اور استعداد کا کافی ثبوت ہے اور اگر میری اعتراض کے فرد سے بچنے کے واسطے ایک جدید مسلک اختیار کیا ہے تو پھر جواب سنیے - کہ لفظ ذات اور لفظ حیثیت مین بہت فرق ہے ذات تو وہ شئی ہے کہ جو تبدیل پذیر نہین ہے اور جو اپنی خلقی یا فطرتی مرکز پر ثابت اور قایم رہتی ہے اور حیثیت وہ حالت ہے کہ جس کا تبدیل ہونا ممکن ہے اور جو ایک حالت سے دوسری حالت پر منتقل ہو جاتی ہے مثلاً انسان کا گھوڑا بن جانا یا گھوڑے کا انسان بن جانا ممکن ہے اپنی اپنی ذات پر دونون قایم اور ثابت رہین گے - مگر یہہ بات ممکن ہے کہ انسان برائیون کو چھوڑ کر نیک بن جاوے یا نیکی سے انحراف کرکے برا ہو جاوے یہہ حیثیت کا تبدیل ہونا ہے کیا عالم گون کو یہہ کہتے کبھی نہین سنا کہ فلان شئی کی اب حیثیت اور ہو گئی ہے برخلاف اسکے یہہ کبھی نہین سنا گیا کہ فلان انسان بگڑ کر گھوڑا بن گیا - ہمارا اعتراض اس بنیاد پر ہے کہ مسیح بلحاظ ذات کے خدا - اور انسان نہین ہو سکتا اور اگر اس زمانہ کے عیسائیون نے اس امر کو یہہ مسئلہ قرار دیا ہے کہ مسیح کے ذات مین انسانیت اور الوہیت داخل نہین تھے بلکہ حیثیت کے اعتبار سے اوسکو انسان یا خدا کہا جاتا تھا - تو اسپر ہمارا یہہ اعتراض ہے کہ اگر مسیح کے ذات مین الوہیت داخل نہین تھی تو پھر مسیح نہ خدا رہا اور نہ خدا کا بیٹا کیونکہ حیثیت جیسا کہ مین اوپر کے سطرون مین بیان کر آیا ہون متغیر الحالت ہی اور مسیح مین الوہیت ایک حیثیت کے اعتبار پر مانی جاتی ہے تو معلوم ہوا کہ الوہیت کو مسیح مین قرار اور قیام نہین بلکہ تغیر و تبدل حاصل ہے جب تغیر و تبدل ہوا تو الوہیت ندارد کیونکہ الوہیت قایم بالذات ہے - مین کہتا ہون کہ یہہ دونون حیثیات یعنے انسانیت اور الوہیت مسیح کے ذات مین ایک وقت مین پائی جاتی تھین یا نہین یعنے فی آن واحد مسیح پورا انسان اور پورا خدا ہوتا تھا یا نہین اگر کہو کہ ہوتا تھا تو یہہ خدشہ اور اعتراض ہوگا کہ یہہ دونون ماہیات متضادہ ہین انکا اجتماع اجتماع ضدین ہے اور وہ محال ہے اور اگر کہو کہ نہین ہوتا تھا تو ہم کہین گے کہ اس سے مسیح کا پورا انسان اور پورا خدا ہونا لوٹتا ہے کیونکہ جب ایک وقت مین - الوہیت مین فرق آگیا اور دوسرے وقت مین انسانیت مین تو پھر کمالیت کہان رہی - آپ فرماتے ہین کہ انسانیت اور الوہیت ایک شئی نہ تھی بلکہ دو شئی انسانیت ممکن تھی اور اوسکی الوہیت واجب -

اچھا رام چند کے بھائی صاحب جب انسانیت اور الوہیت دو جدا شئین تھین اور انسانیت ممکن تھی

اور اوسکی الوہیت واجب تو آپ اول اس امر کا
جواب دیجئے کہ یہہ دونون آپس مین متضاد ہین
یا نہین غالبًا آپ یہی جواب دینگے کہ دونون متضاد
ہین پھر مین آپ سے سوال کرتا ہون کہ ان دونون
متضاد ماہیتون کا وجود مسیح کی ذات مین پایا
جاتا تھا یا اوسکی ذات کے عوارضات اور صفات
مین اگر آپ یہہ جواب دین کہ مسیح کے ذات مین
اون ماہیتون کا جو آپس مین متضاد ہین وجود
پایا جاتا تو پھر مین دریافت کرونگا کہ ذات مذکور
مین اون ہر دو ماہیتون کا وجود ایک وقت مین
مستقل طور پر پایا جاتا تھا کہ یا تقسیم ہوکر ایک
ایک وقت مین اور دوسرے دوسری وقت مین اگر
آپ یہہ جواب دین کہ مستقل طور پر ایک ہی
وقت مین ان ہر دو متضاد ماہیتون کا وجود
مسیح کے ذات مین پایا جاتا تھا تو - ایک ذات مین اجتماع
ضدین لازم آجائیگا جو محال - اور اگر آپ یہہ جواب
دین کہ تقسیم ہوکر غیر مستقل طور پر ایک ایک وقت اور
دوسرے دوسرے وقت مین پائی جاتی تھے تو مسیح پورا انسان
اور پورا خدا نہ رہا اور اگر آپ یہہ جواب دین کہ اون دونو
ماہیتون کا وجود مسیح کے عوارضات اور صفات مین پایا
جاتا تھا تو پھر ہم کہینگے کہ مسیح بقول ازروئے ذات
کے خدا اور انسان نہ رہا بلکہ ازروی عوارض اور صفات
کے چونکہ عوارض اور صفات متغیر الحالت ہوتی ہین اس
واسطے مسیح متغیر الحالت ہوگیا اور الوہیت تغیر و تبدل
سے پاک اور مبرا ہے پس ثابت ہوا کہ مسیح ازروے
عوارض اور صفات کے بھی خدا نہ رہا کیونکہ متغیر الحالت
تھا خدا متغیر الحالت نہین ہے باقی رہی انسانیت سو
اوسکی بابت کچھہ تنازعہ اور جھگڑا نہین ہم تسلیم
کرتے ہین کہ ضرور مسیح انسان اور انسان کا بیٹا تھا
اوس کے ماں کھرے خاصے انسان تھے مسیح
کھاتا بھی تھا اور پیتا بھی تھا جگتا موتتا بھی تھا رحیم
بہی تھا اور غصہ والا بھی تھا انسانون کے طرح سب
ضرورتون اور حاجتون کا محتاج تھا اوس کے دو کان
اور دو ہاتھہ اور دو پیر اور دو نتھنین اور ایک ناک
اور دو آنکھین اور ایک سر تھا اوسکے ناطے اور رشتہ
والے اور بھائی بند بہی تھے وہ کبہی دنیا کے کامون
مین غلطی بھی کرجاتا تھا چنانچہ اوس نے ایک دفعہ
حکم دیا کہ انجیر کا پھل لاؤ حالانکہ اوس موسم مین انجیرون
کو پھل نہ لگتا تھا وہ اور انسانون کے طرح دہوکہ بھی
کھا جایا کرتا چنانچہ اوسکا شاگرد جس نے اوسکو کچھہ
روپیہ لیکر پکڑوایا تھا مدت اوسکے پاس رہا مگر
اوس نے معلوم نہ کیا غرض کہ وہ تمام باتون مین
پورا انسان تھا اور انسانون سے اوس مین کوئی
کمی نہین تھی مگر خدا نہین تھا وہ نو ماہ تک برابر
انسانون کے طرح اپنی پیدائی ماں کے پیٹ مین
رہا اور اس عرصہ مین اور انسانون کے بچون کے طرح
حیض کا خون کھاتا رہا کیا اگر وہ خدا تھا تو حالت جنین
مین بھی اوسکے ساتھہ الوہیت تھی اگر موجود تھی تو
پھر وہ بھی ماں کے پیٹ کے مخصوصہ آلایشون مین
غرق رہی ہوگی سبحان اللہ الوہیت کے واسطے

کیا عمدہ کمرہ قدرتی مقرر کیا ہے اور اگر وہان الوہیت
موجود نہ تھی تو پھر مسیح ازلی خدا نہ ٹھہرا اور نہ پورا
خدا بنا - اچھا رام چندر کے بھائی صاحب اب مین اس
مضمون کو بند کرکے آپ سے بصد ادب دریافت
کرتا ہون کہ گدہ ہے یعنے خر سوار کا مذہب اور خدا ہونا
بیجا ثابت ہوا یا بجا اور کیا گدہی سوار کے دین اور
مشرب کے ابھی نیخ کنی ہوی ہے یا نہین - مہذب عیسائی
اِن آخری کلمون کے لکھے جانے سے ناراض نہ ہون
یہہ اوس سوال کا جواب ہے کہ جسکو رام چندر کے بھائی
صاحب نے اپنے مضمون کے اخیر مین استعمال کیا ہے -
ابتدا اون کی طرف سے ہوی ہے تنگ آکر یہہ کلمات
ہم نے بھی استعمال کئے ہین -

راقم وہی آپ کا پورانہ یار -

بقیہ مباحثۂ اتفاقیہ

کی خاک اوڑی اور کتب بیبل کی خوب قلعی کہلی کہ
جس سے **جلسہ سوم مین** پادری صاحب شرم
کے مارے سامہنے تک نہ آئے **شعر** اِن بجہ دندون
پہ کہتے تھے سپر چیرینگے + دور کر کو دیرے تو بھی
نہ توتا پاپڑ + پادری صاحب کا نام پورن چند
سنکر ہر ایک کو یقین تھا کہ پادری صاحب اسم
بامسمّی ہون گے مناظرہ اور مباحثہ مین بھی پورے
اوترین گے پر اونھون نے تو کچھہ بھی پوری نہ ڈالی
سراسر ادہورے نکلے کسی نے کیا اچھا کہا ہے **ع**
الزام دینا جھوٹا بہت خوف وخطر ہے + بے اصل ہے
جو بات وہی گوز شتر ہے + اب مین ناظرین

منشور محمدی کی خدمت مین التماس کرتا ہون کہ پادری
صاحب نے دو اعتراض کئے **اوّل** یہہ کہ قرآن شریف سے
ثابت ہے کہ خیر و شر سب کا بانی اللہ ہے - **دوسرا**
اعتراض زید اور زینب کے قصہ کی بابت سو دونون
اعتراضون کا جواب دیدیا گیا تھا - اگر تیسرا جلسہ پھر
منعقد ہوتا تو اور کئی جواب مولوی صاحب بیان کرتے
پر پادری صاحب نے جلسہ سوم منعقد نہ کیا - اب مین نے
اون باقی ماندہ جوابون کو بھی مولوی صاحب سے
دریافت کرکے لکھدیا ہے جاننا چاہئے کہ اولاً اس
اعتراض کو اور پادری صاحب بھی اسطرح بیان کیا کرتے
ہین کہ جب خود خدا ہی نے بدی کو بھی پیدا کیا ہے اور
بندون کو اوسکے کرنے پر مجبور کیا تو پھر وہ بندون کو
سزا کیون دیتا ہے - اور پادری صاحبان ہی سے
اس قسم کے ملحدانہ اعتراض سنکر بعضے اور لوگ بھی
ایسا کہتے ہین کہ جب ازل سے خدا نے تقدیر مین لوگون
کے نیک و بد لکھدیا اور وہ لکھا پورا نہ ہوتا تھا تو
خداوند تعالیٰ نے نبیون کو اور کتابون کو کیون بھیجا
کیونکہ جنکی تقدیر مین بدی لکھی ہے وہ نیکی کب کرسکتے
ہین اور بدی سے کیونکر بچ سکتے ہین پس لو ہنین وعظ
و نصیحت کرنا فعل عبث ٹھہرا انتہیٰ - اب مین بفضل خدا
جواب اسکا تحریر مین لاتا ہون تاکہ اہل حق بنظر انصاف
غور فرماوین **اوّل** یہہ بات تمام خداپرستون پر
بخوبی ظاہر ہے کہ خداوند تعالیٰ خالق جمیع کائنات کا
ہے اور اوسکے سوا کوئی دوسرا خالق نہین پس اگر
تمام حوادث اور واقعات اور افعال کو جو مخلوقات سے

ہوتے ہین خدا اپنی طرف نسبت کرے اور ہر چیز کی نسبت
یہہ کہے کہ مین نے کیا تو یہہ نسبت بالکل صحیح اور درست ہے
اور ایسی حالت مین جبکہ ایک گروہ انسانون کا یہہ سمجھتا
تھا کہ خالق شر اہرمن ہے اور خالق خیر یزدان اور ان
مجوسیون کا مذہب اوس ریگستان عرب مین بھی
پھیل گیا تھا کہ جہان اُن غلطیون کی اصلاح کرنیوالے
آنحضرت صلعم پیدا ہوے تو اس باریک دقیقہ کو تمام
چیزون کا خالق صرف ایک ہی ذات ہے بار بار بیان
کرنا اور ہر دم یاد دلانا نہایت ضرور تھا مگر مجرد اس
کہنے کے جو صرف بسبب خالق ہونیکے کہا جاتا ہے فاعل
کا مجبور ہونا لازم نہین آتا مثلاً ہمنے ایک شخص کو تیر
یا بندوق کمان نہ لگانا سکھایا اب وہ جس جسکو مارتا
ہے ہم کہتے ہین کہ ہمنے مارا مگر صرف اس کہنے سے یہہ
بات کہ قاتل کو مقتولین کے قتل پر ہمنے مجبور بھی کیا تھا
لازم نہین آتی **دوم** یہہ کہ وہ خالق یعنے خداوند
تعالیٰ اپنے تمام مخلوقات کا علم واقعی رکھتا ہے جسکو
مسلمان تقدیر کہتے ہین یعنے مسلمانون کی تحقیق مین
خداوند تعالیٰ کے علم ازلی کا نام تقدیر ہے۔ تقدیر کے
معنے اندازہ کرنا یعنے خداوند تعالیٰ نے اپنے علم ازلی سے
ہر فرد بشر کا حال معلوم کر لیا تھا۔ پس اگر وہ خالق
اپنے مخلوقات کی نسبت بسبب اپنے علم واقعی کے یہہ
فرمائے کہ ہمنے اوسکو ہدایت کی اور ہمنے اوسکو گمراہ کیا
ہمنے اسکو بہشت کے لئے پیدا کیا اور ہمنے اوسکو دوزخ
کے لئے بنایا تو یہہ کہنا بالکل صحیح ہے اپنی طرف اُن
باتون کی نسبت کرنا تو بسبب خالق ہونے کے ہے
اور نتیجون کو بیان کرنا بسبب اپنے علم واقعی کے ہے
مگر اوس سے اوس فاعل کا مجبور ہونا لازم نہین
آتا مثلاً فرض کرو کہ ایک نجومی ایسا بڑا کامل ہے کہ
جو کچھہ آیندہ کے احکام بتاتا ہے اوسمین سرمو فرق
نہین ہوتا اب اوس نے ایک شخص کی نسبت بتایا
کہ وہ ڈوب کر مرے گا اوسکا ڈوب کر مرنا تو ضرور ہے
اس لئے کہ نجومی کا علم واقعی ہے مگر اس سے یہہ لازم
نہین آتا کہ اوس نجومی نے اوس شخص کو ڈوبنے پر
مجبور کر دیا تھا پس تقدیر الٰہی مین جو ہے وہ ہوگا
ضرور مگر اوسکے کرنے پر خدا کی طرف سے مجبوری نہین
پس کسی کی نسبت اس کہنے سے کہ وہ دوزخی ہے یا
جنتی اوسکو دوزخی و جنتی ہونے مین کچھہ مجبوری نہین
ہے اور اس بات سے دھوکہ کھانا نہ چاہئے کہ خداوند تعالیٰ
نے کہا کہ ہمنے جنتی کیا یا دوزخی پیدا کیا کیونکہ یہہ نسبت
خداوند تعالیٰ نے اپنی طرف صرف خالق ہونے کے
سبب کی ہے جیسا کہ جواب اول مین بیان ہو چکا ہے
کہ اوسکو فاعل کی مجبوری لازم نہین ہے **سیوم**
ہم یقین کرتے ہین کہ جو افعال انسان سے سرزد ہوتے
ہین اوس کے اعضاء کی ترکیب ہی ایسی ہوتی ہے جس
سے اون افعال کا اوس سے سرزد ہونا ضروری ہوتا
ہے پس اوس انسان کی نسبت جو نیک باتون کو نہین
جانتا اور اچھی نصیحت کو نہین سنتا اور بدی مین پڑتا
ہے یہہ کہنا بالکل سچ ہے کہ خدا نے اوسکے دل پر
مہر کر دی ہے اور انکھون پر پردہ ڈالدیا ہے اونکی
قسمت مین عذاب ہے اور اُنکو جہنم کے لئے پیدا کیا ہے

مطبع بحر الاسلام بگلور مین محمد شریف کے اہتمام سے چھپا۔